(۲) تامین الحیاۃ :-

اس قسم کے بیمہ کے اندر بھی غرر اور ربوٰا کی صورت پائی جاتی ہے کہ ایک فریق کی طرف سے ادائیگی یقینی ہے جبکہ دوسری طرف سے ادائیگی محتمل ہے اسلئے اگر اس عرصے کے اندر انتقال ہو گیا تو ادائیگی ہوگی ورنہ نہیں۔ لہذا اس میں بھی غرر پایا جاتا ہے۔ اس کے عدم جواز کیلئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جو رقم بالاقساط ادا کی جاتی ہے وہ بیمہ کمپنی کے ذمہ قرض ہے اور اس پر جو زائد رقم ملتی ہے جس کو منافع سے تعبیر کرتے ہیں وہ سود ہے (کل قرض جر نفعاً فهو ربوا)

بیمہ کا کاروبار مشروط بالشرط ہوتا ہے۔ اور قرض مشروط حرام ہے کما فی الخلاصة قوله وفی کفالة الأصل فی الباب الاخیر القرض بالشرط حرام و الشرط لیس بلازم (خلاصۃ الفتاوی)

کمپنی والے اس رقم سے لوگوں کے ساتھ سودی معاملہ کرتے ہیں تو بیمہ کرنے میں گناہ پر تعاون ہوگا۔ اور یہ منہی عنہ ہے کما فی قوله تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (احسن الفتاوی)

(۳) تامین التجاری :-

بیمہ کی یہ قسم زیادہ مروج ہے اور اسکی شرعی حیثیت میں علماء کا کچھ اختلاف رہا ہے بعض نے جواز اور اکثر نے عدم جواز کا قول اختیار کیا ہے کیونکہ اسمیں قمار اور سود کا پہلو ہے چونکہ ایک طرف سے ادائیگی متعین ہوتی ہے یعنی بیمہ دار ہر صورت میں رقم قسطوار جمع کرائیگا جبکہ دوسری طرف سے یعنی کمپنی کی طرف سے ادائیگی متعین نہیں ہوتی۔ جو رقم کمپنی کو ادا کی گئی ہے وہ مل بھی سکتی ہے۔ اور ڈوب بھی سکتی ہے۔

اضافہ برائے افادہ

جواز کی ایک صورت :-

بیمہ کرانا اسلام کی تعلیمات میں سود اور جوا ہے اور یہ دونوں شریعت میں حرام ہیں۔ البتہ اگر بیمہ کرانے والے ہنگامہ اور طوفان کے وقت آکر مدافعت کرتے ہیں یا مدافعت کرنے کے ذمہ دار ہوں تو جواز کی گنجائش ہے، وہ بھی اس شرط پر کہ جو فاضل رقم ہے وہ اپنے پاس نہ رکھے کسی حاجت مند کو دیدے (فتاوی رحیمیہ ا/ج ۱۹۰/۳)

اس طرح احسن الفتاویٰ میں مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب ایک سوال کے جواب میں یوں رقمطراز ہیں کہ گاڑی کا بیمہ حکومت کی طرف سے یکطرفہ ظلم و جبر ہے اس لئے کہ یہ معاہدہ بیمہ دار کے بطیب خاطر نہیں ہے۔ لہذا بوقت ضرورت گنجائش ہے۔ لیکن بصورت حادثہ جمع کردہ رقم سے زائد واجب التصدق ہے (احسن الفتاویٰ ج ۲۵/۷)

یہ مسئولیت کا بیمہ (تھرڈ پارٹی انشورنس) ہے جو آجکل قانوناً گاڑی چلانے کیلئے یہ بیمہ کرانا لازم اور ضروری ہے۔ کوئی شخص اپنی گاڑی اس وقت تک سڑک پر نہیں چلا سکتا جب تک وہ تھرڈ پارٹی انشورنس نہ کرائے تو قانون کی مجبوری کے تحت اس کی گنجائش ہے لیکن زائد رقم واجب التصدق ہے۔ (ادارہ)

علم القراءة والتجويد

اختلاف علم القراءات
کے فقہی اثرات کا جائزہ

ڈاکٹر مسعود احمد سید

مدرس جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی

پیش کردہ دوسری بنوں فقہی کانفرنس 1998ء

والأخذ بالتجوید حتم لازم   من لم یجود القرآن فهو آثم

فہرست ذیلی عنوانات مقالہ

(1) تمہید
(2) الاسلام مذهب يسر
(3) حروف سبعہ سے کیا مراد ہے؟
(4) علم قراءات کی اہمیت اور اس کے فقہی اثرات
(5) فقہ میں قراءات کا کتنا عمل دخل ہے؟ چند مثالیں
(6) ہدایہ سے مثالیں
(7) علم قراءات میں ہماری کوتاہیاں
(8) اصلاح کا طریقہ کار

بنوں فقہی کانفرنس کی مناسبت سے جو مضمون میرے حوالے کیا گیا اسکا عنوان ہے ''اختلاف علم القراءات کے فقہی اثرات کا جائزہ''
مذکورہ عنوان کے تمام پہلو پر بحث کرنے کے لئے میں نے مضمون کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

تمہید ، علم قراءات کی تعریف واہمیت اور فقہ پر اسکے اثرات

تمہید:- اللہ تعالیٰ نے اس امت محمد یہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ جن گوں نا گوں امتیازات اور خصوصیات سے نوازا ہے ان میں سب سے بڑی خصوصیت اور امتیازی شان اسلام کی ہے۔ یہ وہ عظیم الشان مذہب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی محمد ﷺ اور ان کی امت کیلئے پسند فرمایا ارشاد باری تعالیٰ ہے **الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا** (المائدہ/۳) آج میں نے مکمل کردیا تمہارے لئے تمہارا دین اور پوری کر دی تم پر اپنی نعمت اور پسند کرلیا تمہارے لئے اسلام کو بطور مذہب

اسلام اور دیگر مذاہب ساویہ کا اگر تقابلی مطالعہ کرلیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جائیگی کہ اسلام کی نعمت دیکر اللہ تعالیٰ نے ہم پر کتنا بڑا احسان فرمایا ہے۔ **فالحمد لله على نعمة الاسلام حمدًا كثيرًا طيبا مباركا فيه**

الاسلام مذهب يسر :-

تفصیلات میں جانے کی ضرورت ہے اور نہ ہی یہ موضوع بحث ہے۔ البتہ ایک خوبی کا ذکر ضرور کرونگا جسکا تعلق موضوع کیساتھ ہے اور وہ ہے مذہب اسلام کا یسر وآسانی کیساتھ متصف ہونا، ارشاد باری تعالیٰ ہے يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر البقرة ۱۸۰ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتے ہیں نہ کہ مشقت

دوسری جگہ ارشاد ہے مايريد الله ليجعل عليكم فى الدين من حرج ولكن يريد ليطهركم وليتم نعمته عليكم لعلكم تشكرون (المائدہ ٦) اللہ تعالیٰ تمہیں مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتے لیکن تمہیں پاک کرنا چاہتے ہیں اور اپنی نعمت تم پر مکمل کرنا چاہتے ہیں

سورۂ حج کے آخر میں ارشاد فرمایا **وما جعل عليكم فى الدين من حرج** (الحج ۷۸/) اور نہیں رکھی دین میں تم پر کوئی مشقت

احادیث میں بھی اسلام کی اس امتیازی شان کو خوب بیان کیا گیا ہے امام بخاری نے حضرت ابو ہریرۃؓ کے حوالہ سے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے فرماتے ہیں **ان الدين يسر ولن يشاد الدين احد الاغلبه فسددوا وقاربوا وابشروا واستعينوا بالغدوة و الروحة و شئ من الدلجة** (مشکوۃ المصابیح/ص۱۱) بیشک یہ دین آسان ہے اور ہر گز دین کیساتھ کوئی مقابلہ نہ کرے ورنہ دین اسپر غالب آجائیگا۔ لہذا دین میں خلل ونقص سے بچتے ہوئے اعلیٰ مراتب تک اگر نہ پہنچ سکو تو اسکے قریب قریب پہنچنے کی کوشش کرو اور جنت کی خوشبو لو اور کچھ صبح اور کچھ شام کے وقت اور رات کے ایک پہر میں اللہ سے مدد حاصل کرو (نماز کے ذریعہ)

یہ قراءت سبعہ وعشرہ جس کے متعلق ہم بات کرنے جارہے ہیں یہ بھی اسلام کی اس امتیازی شان تیسیر وآسانی کی روشن مثال ہے۔

حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں ان النبی ﷺ کا ن عند اضاة بنی غفار قال فاتاه جبریل فقال ان الله یامرک ان تقرأ امتک القرآن علی حرف فقال أسال الله معافته ومغفرته وان امتی لاتطیق ذلک ثم اتاه الثانیة فقال ان الله یامرک ان تقرأ امتک القرآن علیٰ حرفین فقال اسال الله معافاته ومغفرته وان امتی لا تطیق ذلک ثم جاء الثالثة فقال ان الله یامرک ان تقرأ امتک القرآن علی ثلاثة احرف فقال اسأل الله معافاته ومغفرته وان امتی لا تطیق ذلک ثم جاء الرابعة فقال ان الله یامرک ان تقرأ امتک القرآن علی سبعة احرف فایما حرف قرؤوا علیه فقد اصابوا (اخرجہ مسلم ج ۱ص ۶۷ باب فضائل القرآن ۵۶۲/۱ والنسائی ۵۲/۱ وابوداود فی سننهما) حضور ﷺ قبیلہ بنی غفار کے کنویں کے پاس تھے کی حضرت جبرائیل آئے اور یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو یہ حکم دیتے ہیں کہ آپ اپنی امت کو ایک حرف پر قرآن پڑھائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ سے اسکی عافیت اور مغفرت طلب کرتا ہوں اور میری امت اسکی طاقت نہیں رکھتی۔ پھر حضرت جبرائیل دوبارہ آئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دو حرف پر پڑھانے کی اجازت دیتے ہیں آپ ﷺ نے پھر اللہ تعالیٰ سے عافیت اور مغفرت طلب کرتے ہوئے معذرت پیش کی اور کہا کہ میری امت اسکی بھی طاقت نہیں رکھتی۔ پھر جبرائیل تین حرفوں کی اجازت لیکر آئے اور آپ ﷺ نے پھر معذرت پیش کی۔ پھر چوتھی مرتبہ حضرت جبرائیل آئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سات حرفوں پر پڑھانے کی اجازت دیتے ہیں ان میں سے جونسا حرف بھی اختیار کریں صحیح ہوگا اور قرآن ہوگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ نزول قرآن علی سبعہ احرف کا مقصد اولین امت محمدیہ علی صاحبہا الف الف تحیہ پر آسانی کرنا تھا۔

حروف سبعہ سے کیا مراد ہے؟

راجح قول کے مطابق ان سے قراءۃ قرآنیہ کے وہ مختلف وجوہ وطرق مراد ہیں جو سب کے سب منزل من اللہ ہیں اور ان میں سے جو وجہ اور جو بھی طریقہ اختیار کیا جائے اسکی تلاوت صحیح ہوگی اور وہ قرآن کہلائیگا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ کبھی یہ اختلاف اسم میں واحد وجمع کی شکل میں پایا جاتا ہے جیسے ایت کریمہ والذین هم لامٰنٰتهم وعهدهم راعون (المومنون ۸/والمعارج ۳۲/ میں لفظ ''لامانٰتھم'' جمع اور افراد ''لامانتہم'' دونوں طرح پڑھایا گیا ہے۔ اور دونوں قراءتیں متواتر ہیں۔ اور کبھی یہ اختلاف فعل میں مختلف صیغوں کی شکل میں پایا جاتا ہے جیسے ایت قال رب احکم بالحق (الانبیاء ۱۱۲) میں ''قال'' صیغہ ماضی کے ساتھ اور ''قل'' صیغہ امر دونوں طرح پڑھایا گیا ہے اور دونوں قراءتیں متواتر ہیں۔

اور کبھی یہ اختلاف وجوہ اعرابیہ میں اختلاف کی شکل میں پایا جاتا ہے جیسے لاتضار والدة بولدها ولا مولود له بولده (سورة البقرة ۲۳۳/ میں ''لاتضار'' راء کے فتحہ اور ضمہ دونوں کیساتھ پڑھا گیا ہے۔

اور کبھی یہ اختلاف الفاظ کی کمی بیشی کی صورت میں پایا جاتا ہے جیسے آیت کریمہ **واعدلھم جنات تجری تحتھا الانھار** (التوبۃ ۱۰۰) میں ایک قراءت بغیر ''من'' کے ہے جبکہ دوسری قراءت ''من تحتھا'' لفظ ''من'' کے اضافے کیساتھ ہے۔اور کبھی یہ اختلاف تقدیم وتاخیر کی شکل میں پایا جاتا ہے جیسے کہ آیت کریمہ **وقاتلوا و قُتلُوا** (آل عمران ۱۹۵) میں ایک قراءت تو یوں ہی ہے لیکن دوسری قراءت اسکے برعکس ہے یعنی پہلے ''وقُتلوا'' صیغہ مجہول کیساتھ اور پھر ''وقاتلوا'' صیغہ معروف کیساتھ۔

اور کبھی یہ اختلاف ابدال حرف بحرف آخر کی شکل میں پایا جاتا ہے جیسے ایت کریمہ **انظر الی العظام کیف ننشزھا** البقرۃ ۲۵۹ میں لفظ ''ننشز ھا'' راء اور زا دونوں کیساتھ پڑھا گیا ہے۔

اور کبھی یہ اختلاف عرب کے مختلف لہجوں کی تصویر کشی کرتا ہے جیسے فتح و امالہ کا اختلاف یا ادغام واظہار کا اختلاف **تفخیم و** ترقیق کا اختلاف یا تسہیل وتحقیق اور ابدال ونقل کا اختلاف۔

یہ کل سات قسم کے اختلافات ہوئے جو کہ قراءات متواترہ میں پائے جاتے ہیں ان میں آخری قسم کے اختلافات قواعد کلیہ کی حیثیت رکھتے ہیں جن پر کہ دوسری جزئیات کو قیاس کیا جاسکتا ہے اسی لئے انہیں ''اصول'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

جبکہ پہلے ذکر کردہ چھ قسم کے اختلافات جزوی اور خصوصی اختلافات ہیں بایں معنی کہ ان اختلافات کا دائرہ محدود ہوتا ہے اور مخصوص کلمات کیساتھ ان کا تعلق ہوتا ہے ان پر جزئیات متماثلہ کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔اصطلاح قراء میں ایسے اختلافات کو فرعی سے تعبیر کیا جاتا ہے

علم قراءات کی اہمیت اوراس کے فقہی اثرات:۔

علم قراءات کے اجمالی تعارف کے بعد اگر اسکی اہمیت پر روشنی نہ ڈالی جائے تو یقیناً یہ موضوع تشنہ رہیگا۔اور اسی اہمیت کے ضمن میں ان شاءاللہ تعالیٰ موضوع کے آخری جزء یعنی علم قراءات کے فقہی اثرات پر بھی روشنی پڑیگی۔

علم قراءات وہ عظیم الشان علم ہے کہ جس کے جانے بغیر نہ کوئی صحیح طور پر مفسر بن سکتا ہے اور نہ ہی فقیہ۔علامہ آلوسی تفسیر کیلئے جن امور کو ضروری سمجھتے ہیں ان میں ایک علم قراءت ہے فرماتے ہیں **السابع علم القراء ات لانه به یعرف کیفیة النطق بالقرآن و بالقراء ات ترجح بعض الوجوہ المحتملہ علی بعض**

مذکورہ بالانص اپنے مطلب میں بالکل واضح ہے کہ قراءت جانے بغیر کوئی صحیح طور پر مفسر نہیں بن سکتا اور یہ ہے بھی حقیقت کیونکہ تفسیر کی کوئی کتاب بھی آپ اٹھالیں چاہے وہ معالم التنزیل ہو کشاف ہو یا بحر محیط ہو، بیضاوی ہو یا کوئی اور ساری ہی قراءتوں سے بھری پڑی ہیں۔اور ہر قراءت سے ایک مختلف تفسیر سامنے آتی ہے اور اسمیں درسی اور غیر درسی کی کوئی تمیز نہیں لہذا فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ قراءت سیکھے بغیر کوئی کیسے مفسر بن سکتا ہے؟

فقہ میں قراءات کا کتنا عمل دخل ہے؟ چند مثالیں حاضر خدمت ہیں:-

ارشاد باری تعالیٰ ہے **یا یھا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برء وسکم وارجلکم الی الکعبین** المائدۃ/٦

یہاں لفظ ''وأرجلکم'' میں دو قراءتیں ہیں۔نصب بھی اور جر بھی نصب کی صورت میں ارجل کا مغسول ہونا ثابت ہوتا ہے لہذا فقہاء نے کہا کہ یہ حکم اس وقت ہوگا جب پاؤں میں موزے نہ ہوں۔

اور دوسری قراءت جر کیساتھ ہے عطفا علی بروسکم اس صورت میں ''ارجل'' کا ممسوح ہونا ثابت ہوتا ہے لہذا فقہاء کرام نے فرمایا کہ یہ حکم اس وقت ہوگا جب پاؤں موزے میں ہوں۔

دوسری مثال **ولاتقربوھن حتی یطھرن** (البقرۃ/۲۲۲) ہے جسمیں لفظ ''یطھرن'' میں دو قراءتیں ہیں طاء اور ھاء کی تخفیف کیساتھ۔اور دوسری دونوں کی تشدید کیساتھ۔تشدید والی قراءت طہارت میں مبالغہ پر دلالت کرتی ہے جبکہ تخفیف والی قراءت میں یہ بات نہیں۔چنانچہ فقہاء احناف نے دونوں قراءتوں سے دو مختلف احکام مستنبط کیئے جسکی تفصیل یہ ہے کہ اگر عورت کا حیض دس دن سے کم آتا ہو تو وہ صرف انقطاع دم سے پاک تصور نہیں کی جائیگی بلکہ اسکے بعد اسے غسل بھی کرنا پڑیگا۔جب جا کر وہ پاک ہوگی تب اس کی ساتھ جماع وغیرہ کی اجازت ہوگی۔اور یہ حکم انہوں نے تشدید والی قراءت سے نکالا۔

اور اگر پورے دس دن کے بعد اسکا حیض بند ہو تو پھر صرف انقطاع دم سے وہ پاک سمجھی جائیگی اور طاہرات کے احکام اس پر لاگو ہونگے اور یہ حکم انہوں نے تخفیف والی قراءت سے نکالا ہے۔

اور کبھی یہ قراءتیں مجمل حکم کے بیان کرنے میں مدد دیتے ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے **وان کان رجل یورث کلالۃ او امراۃ ولہ اخ او اخت فلکل واحد منھما السدس** (النساء/۱۲)

آیت کریمہ میں ''اخ او اخت'' مجمل ہے ان سے مراد حقیقی بھائی بہن ہیں یا باپ شریک یا ماں شریک سعد بن ابی وقاص؄ کی قراءت جس میں ''من ام'' کا اضافہ ہے یعنی ''ولہ اخ او اخت من ام'' نے اس مسئلہ کو حل کر دیا کہ یہاں مراد ماں شریک بھائی، بہن ہیں نہ حقیقی اور نہ ہی باپ شریک۔

اگر چہ سعد کی یہ قراءت متواتر نہیں بلکہ آحاد یا زیادہ سے زیادہ مشہور میں شمار کی جاتی ہے لیکن قرآنیت کے لئے اتنا کافی نہیں بلکہ متواتر ہونا ضروری ہے اسکے علاوہ دو شرطیں اور ہیں۔

۱۔ رسم مصحف کے مطابق ہو صراحۃً یا احتمالاً

۲۔ دوسرے یہ کہ وہ قراءت قواعد عربیہ کے خلاف نہ ہو۔

اور یہ ساری شرطیں حضرت سعدؓ کی مذکورہ بالا قراءت میں نہیں پائی جاتیں۔ اسلئے وہ قراءت متواترہ تو ہو نہیں سکتی کہ جس کی تلاوت نماز یا غیر نماز میں جائز ہو اور اسے قرآن سمجھا جائے لیکن علماء اور فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ قراءت غیر متواترہ سے تفسیر میں یا فقہی مسائل میں مدد لی جاسکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تفسیر اور فقہ کی کتابیں ان قراءات غیر متواترہ سے بھری پڑی ہیں۔

ہدایہ سے مثالیں:-

ہدایہ سے مزید ایک دو مثالیں ذکر کر کے اس باب کو بند کرتا ہوں۔

صاحب ہدایہ جلد ثانی باب النفقہ میں **والنفقة لكل ذی رحم محرم** کیلئے ارشاد باری تعالیٰ ہے **وعلى الوارث مثل ذلك** (البقرۃ/۲۳۳) سے استدلال کرتے ہوئے "ذو رحم محرم" کی قید کیلئے عبداللہ بن مسعودؓ کی قراءت غیر متواترہ سے استدلال کیا ہے جس میں یہ آیا ہے **وعلى الوارث ذی الرحم المحرم مثل ذلك** تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو (ہدایہ جلد ثانی / ص ۴۴۷)

دوسری مثال کتاب الایمان میں کفارۃ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں **فان لم يقدر على احد الاشياء الثلاثة صام ثلاثة ايام متتابعات** (ھدایہ ج ۲) اور اس تتابع کیلئے عبداللہ بن مسعودؓ کی قراءت **فصيام ثلاثة ايام متتابعات** سے استدلال کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قراءت اگرچہ تواتر کے درجہ میں نہیں کہ جس سے قرآنیت ثابت ہو لیکن شہرت کے درجہ میں ضرور ہے اور حدیث مشہور سے قرآن کریم کے اطلاق کو مقید کیا جاسکتا ہے اسلئے فقہاء احناف نے کہا کہ کفارہ یمین کے روزوں میں تتابع ضروری ہے۔

علم قراءات میں ہماری کوتاہیاں :-

ان چند مثالوں سے یہ بات خوب واضح ہوگئی ہوگی کہ علم قراءات کی کتنی اہمیت ہے۔ خاص کر علوم اسلامیہ اور درس نظامی پڑھنے والوں کیلئے تو اس سے استغناء کا تصور ہی ناممکن ہے کیونکہ حدیث، تفسیر، اور فقہ ان کیلئے بنیادی مضامین ہیں اور یہ مضامین علم قراءت سے خالی نہیں اور ان علوم کا پورا حق بھی علم قراءات کے بغیر ادا نہیں ہوسکتا۔

لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ برصغیر کے جامعات و مدارس اس فن سے خالی ہوتے جارہے ہیں اور سنجیدگی سے کہیں بھی اس پر کام نہیں ہورہا!!! ماشاءاللہ البتہ خال خال کہیں انفرادی کوششیں ملتی ہیں لیکن علم قراءات کی احتیاج وضرورت کے وسیع افق کو دیکھتے ہوئے یہ انفرادی کوششیں **لا يسمن ولا يغنى من جوع** ہی معلوم ہوتی ہیں۔

علم قراءات جہاں ایک علمی ضرورت ہے وہاں ایک واقعاتی ضرورت بھی ہے کیونکہ یہ علم صرف نظریاتی علم نہیں کہ جو صرف کتابوں تک محدود ہو بلکہ یہ ایک واقعاتی علم ہے کہ آج چودہ صدیاں گزرنے کے باوجود بھی دنیائے اسلام کے مختلف گوشوں میں یہ قراءتیں پوری آب وتاب کیساتھ موجود ہیں۔

ہم اگر صرف حفص عن عاصم کی روایت بھی پڑھتے اور پڑھاتے ہیں تو اسکا مطلب یہ نہیں کہ کسی اور قراءت کا کوئی وجود ہی نہیں ایسا نہیں بلکہ اور بھی قراءتیں دنیا میں پائی جاتی ہیں جیسے مغربی افریقہ، مالی، نمانا، نائجیر یا مغربی افریقہ کے عرب ممالک جیسے الجزائر تیونس، مراکش وغیرہ ان میں قالون عن نافع یا ورش عن نافع کی روایتیں پڑھی اور پڑھائی جاتی ہیں۔ جبکہ وسطی افریقہ والے دوری عن ابی عمرو کی روایت پڑھتے اور پڑھاتے ہیں اور ہم ایشیا والے حفص عن عاصم کی قراءت پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔

اسکے علاوہ ایک عظیم اور متوقع خطرہ سے بچنے کے لئے بھی علم قراءات کا پڑھنا اور پڑھانا ضروری ہے اور وہ یہ کہ کہیں کوئی اپنی نادانی اور جہالت کیوجہ سے کسی صحیح اور متواتر قراءت کا انکار نہ کر بیٹھے اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے کیونکہ قراءت متواترہ کا انکار قرآن مجید کا انکار ہے جو کہ موجب کفر ہے۔ لہذا اس میدان میں خوب پھونک پھونک کر قدم رکھنے کی ضرورت ہے اور یہ بغیر علم کے ناممکن ہے اور اہل علم جانتے ہیں کہ جہالت کا عذر پیش کرنا قابل قبول نہیں لہذا ان باتوں میں پڑنے کی بجائے فن قراءت پر بھرپور توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

اصلاح کا طریقہ کار :-

میری ناقص رائے کے مطابق اس مسئلہ کو دو طرح سے حل کیا جا سکتا ہے۔ ایک ہے خصوصی اور دوسرا عمومی۔ خصوصی کا مطلب یہ ہے کہ خاص لوگ ہی صرف استفادہ کر سکیں اور وہ یہ ہے کہ جن مدارس میں تخصص کا انتظام ہے وہاں تخصص فی الفقہ، تخصص فی الحدیث کی طرح تخصص فی القراءات کا شعبہ بھی کھولا جائے جس میں حفاظ اور علماء کو داخلہ دیا جائے۔ اور یہ کورس کم از کم دو سال پر محیط ہو جس میں قراءات سبعہ وعشرہ کیساتھ ساتھ علم الرسم العثمانی، علم الضبط (کتابت مصحف کا طریقہ) اور علم عدالآی والفواصل اور علوم القراءات وغیرہ کی مکمل تعلیم دیجائے۔ تاکہ اس شعبہ سے فارغ التحصیل طلباء پورے طور پر علم قراءات اور دیگر علوم قرآنیہ پر دسترس حاصل کر سکیں۔ اس سلسلے میں خوش آئند بات یہ ہے کہ جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی کے مہتمم مفتی محمد نعیم حفظ اللہ آئندہ سال سے اپنے جامعہ میں تخصص فی القراءات کا شعبہ کھولنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ سے درخواست ہے کہ اسکی کامیابی کیلئے دعائیں فرمائیں۔ آمین

دوسری صورت جسے میں نے عمومی سے تعبیر کیا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ عام طلبہ اس سے فائدہ اٹھائیں اس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ وفاق المدارس العربیہ کے کرتا دھرتا اور ذمہ دار حضرات سر جوڑ کر بیٹھیں اور درس نظامی کے موجودہ کورس میں فن قراءات کا اضافہ فرمائیں اور اس کیلئے ماہرین کے مشوروں سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ ایک عظیم انقلابی قدم ہوگا جس کی وجہ سے درس نظامی میں ایک صحت مند تبدیلی آئیگی۔ اور جو ایک زمینی حقیقت کو تسلیم کرنے کے مترادف ہوگا۔ انہی الفاظ پر ختم کرتے ہوئے اجازت چاہتا ہوں، اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپکو ہمیشہ اخلاص کیساتھ اپنی مرضی کے مطابق کام کرنے کی توفیق عطا فرمائیں آمین

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم حسبی اللہ ونعم الوکیل۔